مولانا چودھری محمد سرفراز احمد خاں (مرحوم)

از جناب ڈاکٹر توفیق احمد وڑائچ صاحب

مولانا چودھری محمد سرفراز احمد خاں (مرحوم) کی بعض کتب پر تبصرے ترجمان القرآن میں میرے قلم سے شائع ہوئے۔ ان کی تحریروں نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ ان کا ایک تو مآخذ سے گہرا تعلق پایا۔ دوسرے سطحیت سے بالاتر تھے۔ اختلافی مسائل پر بحثوں کے باوجود مناظرانہ رنگ اور فرقہ وارانہ تلخی سے ان کی کتابیں محفوظ تھیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زندگی کے غم دوراں کی پیہم گردشوں کے باوجود خاں صاحب نے محض مطالعہ و محنت سے اتنا علم دین حاصل کیا کہ ان کی کتابیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی مدرسۂ دینیہ کا فارغ التحصیل ہو۔ سرفراز خاں صاحب نے ثابت کر دیا کہ اسلام میں کوئی مذہبی طبقہ نہیں ہے، بلکہ کوئی بھی شخص علم حاصل کر کے عالمِ دین کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ مگر آج کل جو سرسری دینی اصطلاحوں اور جملوں کو استعمال کرنے والے انحراف پسند اور مغرب پرست اجتہاد دینے نکل آئے ہیں۔ مولانا سرفراز احمد خاں صاحب ایسی پست سطح کے آدمی نہ تھے۔ ان کا علم گہرا علم اور ان کی فکر مومنانہ تھی اور ان کا طریقِ بحث منافرت انگیز نہیں، بلکہ دلنشین تھا۔ اصل مآخذ پر ان کی نظر تھی۔ اور ان کی کتابوں میں صحیح حوالے درج ہیں۔

میں نے جناب نورالٰہی صاحب ایڈووکیٹ گجرات سے کہہ کہ یہ مضمون مرحوم کے معزز فرزند ڈاکٹر فیض احمد وڑائچ سے حاصل کیا ہے۔ دونوں کا شکریہ، نیز دعا ہے کہ مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ دے۔ آمین!

(ف۔ ر۔ ص)

حسب فرمائش بزرگوارم والد صاحب (مرحوم) کے متعلق چند سطور پیش خدمت ہیں۔ ماہنامہ ترجمان القرآن میں والد محترم مرحوم کی بعض تالیفات پر تبصرے شائع ہوتے رہے ہیں۔ مثلاً مارچ ۱۹۸۴ء کے ترجمان میں "مصداق بشارتِ احمدؐ" پر اور جنوری ۱۹۸۲ء میں کتاب "معجزانہ ولادتِ عیسیٰ ابن مریمؑ" پر تبصرہ شائع ہوا۔

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت ۳ رمئی ۱۸۹۷ء کو گجرات شہر کے قریب ایک دیہات "کالرہ" دیوان سنگھ (کالرہ کلاں) میں ایک متوسط زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار چوہدری محمد خاں صاحب (مرحوم) اپنے زراعتی کام کاج کے علاوہ ان دنوں ایک پرائمری سکول میں مدرس تھے۔ ہمارے گھر کا شمار چند ایک پڑھے لکھے گھرانوں میں ہوتا تھا۔ ہمارے گھر میں بچیوں کے لیے قرآن حکیم کی ناظرہ تعلیم کا بھی بندوبست تھا۔ گاؤں کی اکثر لڑکیاں ہمارے گھر سے ہی ابتدائی اردو اور قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتی تھیں[1]۔ اس طرح سے آپ نے بچپن میں تعلیمی اور دینی ماحول میں پرورش پائی۔ دادا جان مرحوم جناب چوہدری محمد خان صاحب بہت صفائی پسند تھے۔ ہمیشہ صاف ستھرا لباس زیب تن رہتا۔ آپ نماز روزہ کے سختی سے پابند تھے۔

ابتدائی تعلیم والد بزرگوارم نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ میٹرک تک مشن ہائی اسکول گجرات شہر میں پڑھتے رہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ٹائپ اور

[1] ایسے گھروں کی فضا میں پلنے والے بچے بالعموم بڑے ہو کر محبِ دین، طالبانِ علمِ دین اور خادمانِ دین ثابت ہوتے ہیں۔

شارٹ ہینڈ کا کورس کرنے کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں ـــــ (OLIVER COMMERCIAL COLLEGE) ـــــ مال روڈ سے ٹائپ اور شارٹ ہینڈ کا کورس پاس کیا۔ اس دوران میں لاہور میں اپنی رہائش، خوراک اور تعلیم وغیرہ کا خرچہ بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر پورا کرتے رہے۔ بلکہ اس آمدن سے کچھ بچا کر والدین کی بھی خدمت کرتے رہے۔ اس کورس وغیرہ سے فارغ ہو کر حصولِ روزگار کے سلسلہ میں کراچی چلے گئے۔ وہاں چند اسامیوں پر ملازمت کرنے کے بعد فوج کی ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۱۸ء وغیرہ کی بات ہے کہ فوج کی ملازمت میں ہی شمالی افریقہ کے شہر نیروبی چلے گئے۔ وہاں رہنے کے دوران وہاں کی زبان بھی تھوڑی بہت سیکھ لی۔ فوج میں ان کی بہتر کارکردگی کی بنا پر LABOUR CORPS کے ڈائریکٹر نے آپ کو کمیشن دینے کی سفارش کی۔ مگر موسم کے راس نہ آنے کی وجہ سے بیمار پڑ گئے۔ اور اسی طرح سے وطن واپس لوٹ آئے۔ یہاں آکر انہوں نے ۱۹۳۰ء میں نوشہرہ چھاؤنی میں کنٹونمنٹ بورڈ کے دفتر میں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ اس دفتر میں تقریباً ۱۵ سال رہے۔ نوشہرہ چھاؤنی میں آپ نے بھرپور سماجی زندگی گزاری۔ آج تک وہاں کے لوگ آپ کو یاد کرتے ہیں۔ کئی ایک احباب انہیں ملنے کے لیے نوشہرہ سے گجرات آتے رہے۔ نوشہرہ میں ہر سال کسی نہ کسی وقت سیرت کے جلسوں کا اہتمام فرماتے۔ دیوبند اور سہارنپور سے علماء حضرت تشریف لاتے اور ان کے قیام طعام کا بندوبست ہمارے ہاں ہی ہوتا۔ وہاں پر آپ نے ایک انجمن اتحاد المسلمین کی بنیاد رکھی، جس کی غرض وغایت مساجد کا انتظام، جمعہ اور عیدین کی ادائیگی کا یکجا انتظام اور اس کے علاوہ آپس کے چھوٹے موٹے جھگڑوں کا بذریعہ مصالحتی مجلس فیصلہ کرنا ہوتا۔ آپ کے اس اقدام پر سی آئی ڈی حرکت میں آگئی۔ چونکہ وہ حضرات بزرگوارم والد صاحب کے کردار سے بخوبی واقف تھے۔ اس لیے انہوں نے بزرگوارم والد صاحب کو مشورۃً اس کام سے باز رہنے کو کہا۔ والد صاحب نے انہیں کہا کہ اس بات میں مضائقہ ہی کیا ہے؟ بیچارے غریب لوگ معمولی معمولی جھگڑوں کے

سلسلہ میں عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں، جن میں ان کے جھگڑے تو ختم نہیں ہوتے البتہ پیسے خرچ ہوتے ہیں، نیز رنجشیں مزید بڑھتی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: یہ سب درست ہے۔ مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ عدالتیں بند کر دی جائیں اور وہاں کام کرنے والا عملہ برطرف کر کے گھر بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس طرح سے وہ مصالحتی نظام ختم کرنا پڑا۔ دوسرے سماجی کام البتہ جاری رہے۔

بزرگوارم داداجان کی وفات کی وجہ سے اباجان کو نوشہرہ سے ملازمت چھوڑنا پڑی۔ چنانچہ مارچ ۱۹۴۵ء میں آپ نے وہاں کنٹونمنٹ بورڈ کی ملازمت کی وجہ سے دے دیا۔ اور واپس گجرات چلے آئے۔ یہاں آ کر مختلف جگہ ملازمت اختیار کی پہلے گجرات پنجاب بس میں اور بعد میں صفدر اینڈ کمپنی جی ٹی روڈ گجرات میں بطور سیکرٹری رہے۔ آنجناب اکاؤنٹس اور انکم ٹیکس وغیرہ کے قوانین پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ آپ کا خط بڑا عمدہ تھا۔ اور ہر قسم کے دفتری اُمور کا وسیع تجربہ تھا۔ آپ کا معاملہ کمپنی کے مالکان کے ساتھ ملازمت کا سا نہیں تھا، بلکہ خیر خواہی کا تھا۔ آپ ان کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوتے۔ اور وہ بھی آپ کو اپنا ہی خواہ اور بزرگ ہی سمجھتے تھے۔ مارچ ۱۹۷۰ء میں جب آپ کی طبیعت کسی قدر کمزور ہو گئی تو آپ نے کمپنی کے مالکان سے کہا کہ اب آپ ہفتہ میں صرف تین دن ہی کام پر آسکیں گے اور اس بنا پر تنخواہ بھی پوری نہیں لیں گے۔ بلکہ اسی تناسب سے کم لیں گے۔ مالکان مان گئے اور اس طرح سے کام کرتے رہے۔ اس کے بعد بھی جب انہیں ضرورت ہوتی گھر سے کار بھجوا کر بلوا لیتے۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے اندازہ ہوگا کہ آپ نے کس طرح سے محنت سے بھرپور زندگی گذاری۔ اس قدر مصروف زندگی کے ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعہ کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ آپ اپنی آمدن کا بیشتر حصہ کتب کی خرید پر صرف فرماتے۔ مطالعہ اور تحقیق کے ساتھ عشق تھا۔ مختلف مطبوعات کی فہرست ہائے کتب ان کے پاس آتی رہتیں۔ اور ان میں سے کتب کے انتخاب کا سلسلہ جاری رہتا۔ مطالعہ کی

ایسی پیاس تھی کہ کسی صورت بجھنے میں نہ آتی تھی۔ فہرستوں میں پسندیدہ کتب پر سرخ سیاہی سے نشان لگاتے جاتے اور پھر ان منتخب کردہ کتب کا آرڈر بھجوا دیتے۔ اس معاملہ میں آپ نے کبھی بھی روپیہ پیسہ کی پروا نہ کی۔ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ گھر میں آنے کے بعد ہم نے کبھی انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی فارغ نہیں دیکھا، حتیٰ کہ کھانا کھانے کے دوران میں بھی ان کا ذہن انہی مسائل میں الجھا رہتا۔ کیونکہ اس کے فوراً بعد آپ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے کہ فلاں کتاب لاؤ، یا خود اٹھ کر الماری سے نکال لاتے۔ کوئی دوست عزیز ملنے آتا تو اس سے رسمی طور پر خیریت وغیرہ دریافت کرنے کے بعد پھر وہی مطالعہ شروع ہو جاتا۔ جو بھی کتاب زیر مطالعہ ہوتی اسی کا تذکرہ ہوتا رہتا۔ مطالعہ کے بارے میں آپ کا معاملہ بالکل عجیب تھا۔ آپ کو اس کے لیے کسی خاموش ماحول وغیرہ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ ارد گرد بچے کھیل رہے ہیں، شور مچا رہے ہیں، کچھ بھی ہو رہا ہے، اس سے بے خبر ہو کر آپ اپنے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ مطالعہ کے دوران میں جو اہم بات یا نکتہ نظر آتا، وہاں سرخ قلم سے نشان لگا دیتے۔ اور اگر اس معاملہ میں آپ کو کوئی اختلاف ہوتا تو حاشیہ پر نوٹ بھی لکھ دیتے۔ مطالعہ اس قدر گہرا فرماتے کہ ایک مرتبہ پڑھی ہوئی چیز ہمیشہ کے لیے ان کے ذہن میں محفوظ ہو جاتی۔ آپ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جونہی کسی صاحب نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا۔ فوراً جواب دیتے اور اس کتاب کا حوالہ بھی دیتے جہاں سے آپ نے وہ مسئلہ پڑھا ہوتا، بلکہ وہ کتاب بھی دکھا دیتے۔ مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ اگر اپنی طبیعت کمزور ہوتی اور خود مطالعہ کے قابل نہ ہوتے تو احباب میں سے کسی سے فرمائش کرتے کہ فلاں کتاب نکالو اور فلاں جگہ سے پڑھ کر مجھے سناؤ۔ چنانچہ وہ صاحب پڑھتے اور آپ اُسے بغور سنتے رہتے اور اس دوران میں جو بات بھی وضاحت طلب ہوتی اس کی وضاحت فرماتے جاتے۔ فقہی مسائل میں آپ کا رویہ یہ تھا کہ جونہی کسی مسئلہ میں آپ کو اپنی غلطی کا پتہ چلتا فوراً اپنے طریقہ سے رجوع فرما لیتے۔ اتباع کے

لائق صرف قرآن و سنت کے احکامات کو سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے بھی اپنی تقلید کے لیے نہیں کہا۔ سب نے یہی فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث مل جائے تو وہی ان کا مذہب ہے۔

اس وسیع مطالعہ کے نتیجہ میں آپ نے کثیر کتب تالیف فرمائیں جن کو اکابر علماء نے سراہا۔ اس کے باوجود آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ کبھی بھی اپنے علم و زہد کا ذکر نہ فرماتے۔ ہمیشہ اپنے تئیں بندۂ عاجز ہی خیال فرماتے رہے۔

(باقی)

(بقیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت شارع)

طاقت و اقتدار کا سرچشمہ لوگوں کو قرار دیتے ہیں اور انہیں اس بات کا مستحق سمجھتے ہیں کہ لوگ اپنے لیے جس طرح کی قانون سازی کرنا چاہیں کریں اور وہ جو قانون بھی بنائیں اُسے قانونی طاقت حاصل ہو گی۔ اس کے برعکس اسلام میں حکومت و اقتدار کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وہ شریعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور اُمت کا یہ کام ہے کہ وہ اس شریعت پر قائم رہے، اس کی حفاظت کرے اور اس کو نافذ کرے اور امام اس بارے میں امت کا نائب ہے اور اسی پر اُمت کے حقوق کا انحصار ہے اور اُسے یہ استحقاق نہیں کہ وہ کوئی ایسا قانون بنا سکے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے خلاف ہو۔"

(باقی)